سوال

(73) نماز میں سورت فاتحہ کی فرضیت

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں۔ علمائے دین اس مسئلے میں کہ سورت فاتحہ کا پڑھنا حدیثوں سے ثابت ہے یا نہیں اور بدون پڑھے ہوئے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ بینو توجروا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سورت فاتحہ کا پڑھنا امام کے پیچھے احادیث صحیحہ واخبار مرفوعہ سے ثابت ہے اور بدون پڑھے ہوئے نماز نہیں ہوتی ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : (لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ")[1]

''یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو سورت فاتحہ نہ پڑھے''

لفظ "من" کا عام ہے جو امام اور مقتدی دونوں کو شامل ہے اسی واسطے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے۔

"باب وجوب القراءة للإمام والمأموم فی الصلوات کلها فی الحضر والسفر وما یجهر فیها وما یخافت "

یعنی باب واجب ہونے قراءت کا امام اور مقتدی کے ہر نمازوں میں بیچ گھر کے اور سفر کے اور ان نمازوں میں جن میں پکار کر پڑھی جاتی ہے قرآءت اور جن میں آہستہ پڑھی جاتی ہے قرآءت۔ نیز صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّى صَلَاةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ[2]

یعنی روایت ہے ابوہریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کسی نے کوئی ایسی نماز پڑھی کہ اس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی تو اس کی نماز ناقص ہے ناقص ہے ناقص ہے۔''

مسلم ابوالسائب رحمۃ اللہ علیہ سے یوں مروی ہے ۔

"عن ابی السائب انہ قال : قلت یا أبا ہریرۃ انی أکون أحیانا وراء الامام قال اقرأبہا فی نفسک یا فارسی "[3]

(السائب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا : میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عرض کی، بعض اوقات میں امام کے پیچھے ہوتا ہوں تو انھوں نے جواب دیا ۔ اے فارسی !اس کو اپنے دل میں پڑھو)

سنن ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ میں نے یوں روایت کی ہے ۔

عَن عُبَادَةَ بنِ الصَامِتِ، قَالَ: كُنَّا خَلفَ رَسُولِ اللَهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي صَلَاةِ الفَجرِ فَقَرَأَ رَسُولُ اللَهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، فَثَقُلَت عَلَيهِ القِرَاءَةُ، فَلَمَا فَرَغَ قَالَ: «لَعَلَّكُم تَقرَءُونَ خَلفَ إِمَامِكُم» قُلنَا: نَعَم هَذًّا يَا رَسُولَ اللَهِ، قَالَ: «لَا تَفعَلُوا إِلَّا بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ فَإِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَن لَم يَقرَأ بِهَا[4] (رواہ الترمذی ابوداوٗد)

''عبادہ بن صامت نے کہا کہ تھے ہم پیچھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز فجر میں پس پڑھا حضرت نے قرآن پس بھاری ہوا ان پر پڑھنا پس جب پڑھ چکے نماز فرمایا : ''شاید کہ تم پڑھتے ہو پیچھے امام اپنے کے ؟ 'کہا ہم نے ، ہاں اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا! کے فرمایا : ''نہ کیا کرو تم یعنی نہ پڑھا کرو کچھ سورت فاتحہ پس تحقیق نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے سورت فاتحہ ۔''

"وقال الترمذي حديث عُبَادَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ، وَرَوَى هَذَا الحَدِيثَ الزُّهرِيُّ، عَن مَحمُودِ بنِ الرَّبِيعِ، عَن عُبَادَةَ بنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا صَلَاةَ لِمَن لَم يَقرَأ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ، وَهَذَا أَصَحُّ، وَالعَمَلُ عَلَى هَذَا الحَدِيثِ فِي القِرَاءَةِ خَلفَ الإِمَامِ عِندَ أَكثَرِ أَهلِ العِلمِ مِن أَصحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ، وَالتَّابِعِينَ، وَهُوَ قَولُ مَالِكِ بنِ أَنَسٍ، وَابنِ المُبَارَكِ، وَالشَّافِعِيِّ، وَأَحمَدَ، وَإِسحَاقَ: يَرَونَ القِرَاءَةَ خَلفَ الإِمَامِ"

(امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث حدیث حسن ہے اس حدیث کو زہری نے محمود بن ربیع سے انھوں نے عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

''جس شخص نے (نماز میں) سورت فاتحہ نہ پڑھی اس کوئی نماز نہیں ۔''

یہ زیادہ صحیح روایت ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے اکثر اہل علم کے نزدیک امام کے پیچھے قراءت کرنے کے بارے میں اسی حدیث پر عمل ہے نیز امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ شافعی : احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول ہے وہ سب کے سب امام کے پیچھے قرآءت کے قائل ہیں)

اور حدیث عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روایت کیا ہے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ ، دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اور صحیح کہا ہے جیسا کہ محلی شرح موطا میں ہے ۔

"وحديث عبادة ہذا رواہ الدار قطنی ایضا وابن حبان والبیہقی قال الترمذي : حسن وقال الدار قطنی : رجالہ ثقات واسنادہ حسن وقال الخطابی : اسنادہ جید لا مطعن فیہ وقال الحاکم : اسنادہ مستقیم وقال البیہقی صحیح انتہی"

(عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث کو امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ حدیث حسن ہے امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ۔ اس کے رجال ثقہ اور اس کی اسناد حسن ہے ۔ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس کی اسناد وجید ہے اس میں کوئی طعن نہیں ہے امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اس کی اسناد مستقیم ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے یہ صحیح ہے)

اور روایت کیا اس حدیث کو بخاری نے بھی "جزء القراءۃ" [5] میں اور صحیح کہا اس محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کو جو راوی اس حدیث کا ہے توثیق اس کی بخوبی بیان کی ہے اور ابن الہمام نے بھی "فتح القدیر" میں محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی توثیق کی ہے اور عبارت اس کی یہ ہے۔

"ہذا ان صح الحدیث بتوثیق ابن اسحاق وہو الحق وما نقل عن کلام مالک فیہ لا یثبت ولو صح لم یقبل اہل العلم وقد قال شعبۃ فیہ: ہو امیر المومنین فی الحدیث وروي عنہ مثل الثوري وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیۃ وعبد الوارث وابن المبارک واحتملہ احمد وابن معین وعامۃ اہل الحدیث غفر اللہ لہم وقد اطال البخاري في توثیقہ فی کتاب القراءۃ خلف الامام وذکرہا ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحاق واصطلح معہ وبعث الیہ ہدیۃ انتہی" [6]

(یہ تب ہے جب ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے ثقہ ہونے کے ساتھ حدیث صحیح ہو اور یہی حق ہے رہا اس (ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ) کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کلام تو وہ ثابت نہیں ہے اور اگر وہ ثابت بھی ہو تو اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے جب کہ شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں کہا ہے وہ امیر المومنین فی الحدیث ہے ان سے ثوری رحمۃ اللہ علیہ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ حماد بن زید رحمۃ اللہ علیہ یزید بن زریع رحمۃ اللہ علیہ ابن علیۃ رحمۃ اللہ علیہ عبد الوارث اور ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ابن معین رحمۃ اللہ علیہ اور عالم اہل حدیث نے ان کی روایت کو قبول کیا ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب القراءۃ خلف الامام میں ان کی توثیق پر طویل کلام کیا ہے ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقات میں ان کا شمار کیا ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کلام سے رجوع کر لیا تھا۔ اور اس سے صلح کر کے اس کی طرف ہدیہ روانہ کیا تھا)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "ثقۃ ثقۃ لا شبہۃ عندنا وعند محققی المحدثین" [7] (ابن اسحاق) ثقہ ہے ثقہ) ہے ہمارے نزدیک اور محقق محدثین کے نزدیک اس کے ثقہ ہونے میں کوئی شبہہ نہیں) اور ضعیف کہنا حدیث (لا صلاۃ کو جو بخاری نے روایت کیا ہے اور وہ اوپر مذکور ہو چکی ہے کمال نادانی ہے اس واسطے کے تمام علماء قدیماً و حدیثاً کا اس پر اتفاق ہے کہ احادیث صحیحین کی سب صحیح ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "حجۃ اللہ البالغۃ" کے صفحہ (139) میں فرماتے ہیں۔

"قال: أما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی أن جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیحٌ بالقطع، وأنہما متواتران إلی مصنفیہما، وأنہ کل من یہون أمرہما بتدع، متبع غیر سبیل المومنین."

یعنی لیکن صحیحین پس بے شک اتفاق کیا ہے محدثین نے اس بات پر کہ تمام حدیثیں متصل مرفوع ان دونوں میں صحیح ہیں یقیناً اور وہ دونوں متواتر ہیں اپنے مصنف تک اور جو شخص اہانت کرے حکم ان دونوں کا پس وہ بتدع ہے متبع ہے خلاف راہ مسلمانوں کی۔

اور حمل کرنا حدیث (لا صلاۃ کو اوپر نفی کمال کے جائز نہیں اس واسطے کہ اصل نفی میں نفی ذات کی معتبر ہے۔ اور نفی ذات کی نہ ہو سکے تو رجوع کیا جاتا ہے طرف اقرب مجاز کے اور اقرب مجاز نفی ذات کی نفی صحت ہے نہ کہ نفی کمال اور حدیث (لا صلاۃ) میں نفی ذات کی مراد ہے اس واسطے کہ کوئی قرینہ یہاں نہیں پایا جاتا کہ مراد نفی سے نفی کمال ہے بلکہ روایت میں ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی کے یوں آیا ہے۔

((لا یجزئ صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب)) قال الدار قطنی صحیح وصححہ ابن القطان [8]

یعنی نہیں کافی ہوتی نماز جس میں سورت فاتحہ نہ پڑھی جائے پس یہ حدیث مفسر ہے ساتھ حدیث (لا صلاۃ) کے پس معلوم ہوا کہ مراد یہاں نفی سے نفی ذات کی ہے اس واسطے کہ جو نماز کفایت نہ کرے وہ نماز ہی نہیں اور اسی کے موید ہے قول حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمران بن حصین وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہ خود ان حضرات نے تفسیر (لا صلاۃ) کی یوں بیان کی ہے۔

قالوا ((لا یجزئ صلاۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب)) کذا فی الترمذي [9]

یعنی کہا ان لوگوں نے کہ نہیں کفایت کرتی نماز مگر ساتھ قراءت فاتحہ کے۔ پس جب حدیث دوسری اس کی مفسر آ چکی اور خود صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین سے تفسیر آ چکی تو

اسے نفی سمجھنا محض جہالت اورنادانی ہے اور نفی کمال کی سمجھنا بدلیل قولہ تعالی فَاقرَءُوامَاتَیَسَّرَ مِنَ القُرْآنِ کی صحیح نہیں ہے اس واسطے کہ پڑھنا سورت فاتحہ کا ہر رکعت میں خواہ امام ہو خواہ مقتدی فرض ہے بدلیل حدیث مذکوراور دوسری احادیث صحیحہ کے جو اس باب میں وارد ہیں پس وہ احادیث آیت مَاتَیَسَّرَ مِنَ القُرْآنِ کی مبین ہوئیں نیز دلیل پکڑنا ساتھ حدیث اعرابی کے :

ثُمَّ اقرَأْ مَاتَیَسَّرَ مَعَکَ مِنَ القُرْآنِ، [10]

کے بھی صحیح نہیں اور جواب اس کا وہی جواب ہے جو آیت کا دیا گیا بلکہ ایک روایت میں ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کی اس طرح آیا ہے ۔

ثم اقرأبام القران[11]

پس یہ آیت مجمل ہے اور حدیث اس کی مبین ہے ۔

"کما لایخفی علی من لہ اَدنی علم "

حاصل یہ ہے کہ پڑھنا سورت فاتحہ کا پیچھے امام کے فرض ہے اور یہی مذہب جمہور محدثین اور خلفائے ثلاثہ یعنی عمرو عثمان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جیسا کہ معالم التنزیل میں موجود ہے اور عبارت اس کی یہ ہے ۔

فذھب جماعۃ إلی إیجابھا سواء جھر الإمام بالقراءۃ أو أسر. روي ذلک عن عمر، وعثمان، وعلی رضوان اللہ عنھم اجمعین انتھی[12]

(ایک جماعت اس کے وجوب کی طرف گئی ہے خواہ امام جہری قرآءت کرے یا مخفی اور یہی موقف عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

’’بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہمیشہ سے ایک اچھا نمونہ ہے ۔‘‘

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :

’’میری اور خلفائے راشدین رضوان اللہ عنھم اجمعین کی سنت کو لازم پکڑو‘‘[13]

اور تمسک پکڑنا ساتھ حدیث :

"مَن کَانَ لَہُ إِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْإِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ"[14]

(جو امام کی اقتدا میں ہو تو امام کی قرآءت اس کی قراءت ہے) کہ او پر عدم جواز قراۃ خلف الامام کے باطل ہے دو وجہ سے ایک تو یہ کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور راوی اس کا جابر جعفی ہے اور عندالمحدثین ضعیف ہے بلکہ کہا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو جھوٹا زیادہ اس سے جیسا کہ محلی میں ہے ۔

"وروي ابن ماجہ ایضا من طریق حسن بن الصالح عن جابر الجعفي عن ابي الزبیر عن جابر مرفوعا : "مَن کَانَ لَہُ إِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْإِمَامِ لَہٗ قِرَاءَۃٌ" وضعفہ دار قطني والبیھقی فان الجعفی ساقط الحدیث حتی قال ابو حنیفۃ مارایت احداکذب منہ انتھی"

(ابن ماجہ نے بھی حسن بن صالح کے واسطے سے روایت کیا ہے اس نے جابر جعفی سے اس نے ابو زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انھوں نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو امام کی اقتدا میں ہو تو امام کی قرآءت اس کی قرآءت ہے چنانچہ امام دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ اور بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف کہا ہے پس بلاشبہہ جعفی ساقط الحدیث ہے حتیٰ کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے میں نے اس (جعفی) سے زیادہ جھوٹا کوئی راوی نہیں دیکھا ہے)

اور کہا ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے "العلل المتناھیہ" میں۔

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" روي عنہ شعبۃ وجماعۃ عن موسی بن ابی شداد وکلھم ارسلوہ وانما ھو قول ابن عمر وھذا اشبہ بالصواب[15]

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" اس سے شعبہ نے روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے موسیٰ بن ابی شداد سے روایت کیا ہے اور ان سب نے اس کو مرسل بیان کیا ہے یہ تو صرف ابن عمر کا قول ہے اور یہی بات زیادہ صحیح ہے)

دوسری یہ کہ اگر مان بھی لیا جائے کہ حدیث صحیح ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر ماسوا سورت فاتحہ کے جیسا کہ کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے "جزء القراءۃ" میں۔

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" لم یثبت لانہ اما مرسل واما ضعیف ولو ثبت لکانت مستثناۃ[16]

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" ثابت نہیں ہے کیوں کہ یا تو یہ مرسل ہے یا ضعیف ہے اگر بالفرض یہ ثابت بھی ہو تو سورۃ الفاتحہ اس سے مستثنیٰ ہوگی)

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" کو دونوں سفیان و شعبہ اور ایک جماعت نے موسیٰ بن ابی شداد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل بیان کیا ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اور دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مرسل ہونے کو صحیح قرار دیا ہے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سورت فاتحہ کے علاوہ پر محمول کیا ہے۔ النتھی۔

کمال المحققین نے اس حدیث کا اثبات کرنے کے بعد کہا ہے وہ عبادہ کی حدیث کے معارض ہے اس کو مطلق طور پر منع کے مقدم ہونے اور قوت سند کی وجہ سے مقدم رکھا جاتا ہے کیوں کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث زیادہ صحیح ہے خاص پور پر مذاہب صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کے ساتھ قوی ہونے کی بنا پر کذافی المحلی مولوی سلام اللہ نے ابن الھمام کے قول کے رد میں کہا ہے حدیث کذافی المحلی

حدیث مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ" منع کے بارے میں نص نہیں ہے جیسا کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے اور حدیث لا تفعلوا الا بأم القرآن یہ ایجاب کے لیے ہے نہ کہ اطلاق کے لیے مخالف یہ کہہ سکتا ہے عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو مقدم کیا جائے گا کیوں کہ ایجاب اباحت پر مقدم ہوتا ہے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث اگر چہ صحیح ہے لیکن اس کا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے زیادہ صحیح ہونا محل تردو ہے۔ انتھی۔

قاضی القضاۃ ابراہیم بن ابی بکر حنفی نے "برہان شرح مواھب الرحمٰن" میں ابن الھمام کا قول نقل کرنے کے بعد کہ حدیث :

"مَنۡ كَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الۡاِمَامِ لَہٗ قِرَاءَةٌ"

کے ساتھ تو امام کے پیچھے قرآءت ممنوع ہے کہا ہے کہ یہ ممنوع اور مدفوع ہے مگر امام کے پیچھے قرآءت کے رف کو متضمن ہونے کا دعوی اس کے ساتھ معارض ہے جو اس روایت کے آخر میں بیان ہوا ہے کہ وہ نا مکمل ہے کیوں کہ وہ منع کے ضمن میں ہے۔ بالفرض اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو کہا جائے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہر قرآءت کی وجہ سے اس سے منع کیا دلیل یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قرآءت سنی نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وجہ سے مَالِي أُنَازَعُ الْقُرْآنَ معارضہ ثابت نہیں ہوتا ہے کیوں کہ تطبیق ممکن ہے لہذا اس سے نہی کو جہر پر محمول کیا جائے گا کیوں کہ وہ حدیث میں مذکور منازعہ کو مستلزم ہے اور جہاں اس کے پڑھنے کا حکم دیا ہے تو وہ مخفی پڑھنے کا حکم ہے جس کی دلیل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نماز کی تقسیم والی حدیث میں ان کا یہ قول ہے کہ اے فارسی! اس کو دل میں پڑھو۔ پس اتنی سی بات سے امام

کے پیچھے قرآءت سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی ہے۔)

---

[1]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (723) صحیح مسلم رقم الحدیث (394)

[2]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (395)

[3]۔ صحیح مسلم رقم الحدیث (395) کتاب القراءۃ للبیہقی (41)

[4]۔ سنن ابن داوٗد رقم الحدیث (823) سنن الترمذی رقم الحدیث (312)

[5]۔ جزہ القراۃ للبخاری رقم الحدیث (158)

[6]۔ فتح القدیر (228/1)

[7]۔ فتح القدیر (424/1)

[8]۔ سنن الدار قطنی (321/1) صحیح ابن حبان (91/5)

[9]۔ سنن الترمذی رقم الحدیث (274)

[10]۔ صحیح البخاری رقم الحدیث (724)

[11]۔ سنن ابی داوٗد رقم الحدیث (859)

[12]۔ معالم التنزیل للبغوی۔ (320/3)

[13]۔ سنن الترمذی رقم الحدیث (2676)

[14]۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث (81)

[15]۔ العلل المتناھیہ (428/1)

[16]۔ جزء القراءۃ للبخاری (ص 2)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب الصلاۃ، صفحہ: 169

محدث فتویٰ